مرنے کے بعد جوابِ طلبی کا عقیدہ گناہوں سے بچاتا ہے

اس احساس کو ترقی دیں کہ خدا تعالیٰ ہر وقت ہمیں دیکھ رہا ہے اور وہ ہم سے ہمارے گناہوں کے بارے میں پوچھے گا

روزنامہ الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۱۰
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ | سوموار ۹ - شعبان ۱۴۱۱ھ ، ۲۵ - تبلیغ ۱۳۷۰ہش ، ۲۵ - فروری ۱۹۹۱ء | نمبر ۴۶

موت کو یاد رکھنا اور اللہ تعالیٰ سے لقاء حاصل کرنا گناہ سے بچنے اور اخلاق کی درستی کے لئے ضروری ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مغرب کا معاشرہ اس لئے گناہوں میں بڑھ رہا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ ہے بس یہی زندگی ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۵۔ اخاء ۱۳۶۹ہش (۵۔ اکتوبر ۱۹۹۰ء) بمقام بیت الفضل۔ لندن

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورہ جاثیہ کی آیات ۳۵ تا ۳۸ کی تلاوت فرمائی۔ اور پھر فرمایا کہ

خدا کو بھلا دینے کا نتیجہ

"یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے یہ سورۃ الجاثیہ سے لی گئی ہیں ...." اور ان سے کہا جائے گا۔ کہ آج ہم نے تم کو اسی طرح بھلا دیا ہے جیسے تم اس دن کو بھلا بیٹھے تھے جس دن تمہاری ملاقات مقدر تھی" یعنی .... آج کے دن کی ملاقات کو بھلا بیٹھے تھے .... اور تمہارا ٹھکانا جہنم ہے .... اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا .... یہ اس لئے ہے کہ خدا تعالیٰ کی آیات کو تم نے مذاق کا نشانہ بنایا اور ان سے تمسخر کیا .... اور دنیا کی زندگی نے تمہیں ان باتوں کو نظرانداز کرنے میں مدد دی۔ غرّ کا مطلب ہے: دھوکے میں مبتلاء کر دیا۔ دنیا کی زندگی نے تمہیں ان باتوں سے غافل کر دیا۔ دھوکے میں مبتلاء کر دیا اور تم ان باتوں کی اہمیت کو سمجھ نہیں سکے .... پس آج کے دن وہ اس عذاب سے نجات نہیں پائیں گے .... نکالے نہیں جائیں گے .... اور ان کی کسی چوکھٹ تک رسائی نہیں ہوگی۔ پس یہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں کا بھی ربّ ہے اور زمین کا بھی ربّ ہے، تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ اور اسی کے لئے کبریاء ہے آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی اور وہ عزیز اور حکیم ہے۔

ان آیات میں دردناک عذاب کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے اس میں سب سے پہلے تو یہ بات انسان کے ذہن کو متعجب کرتی ہے کہ کیوں بعض لوگوں کو کبھی عذاب کی حالت میں چھوڑ کر بھلا دیا جائے گا۔ دنیا کی تاریخ میں تو ہمیں بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں، بہت سے ایسے قلعوں کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں جن کے نیچے زیر زمین ایسے قید خانے تھے جہاں بادشاہوں کی مخالفت کرنے والوں کو ایک دفعہ داخل کر کے بھلا دیا جاتا تھا اور پھر کوئی ان کا پرسانِ حال نہیں ہوتا تھا۔ اس زمانے میں بھی بعض ممالک کے جیل خانوں کے متعلق بعض اطلاعیں دینے والے ایسی ہی اطلاعیں دیتے ہیں کہ وہاں جب ایک دفعہ کسی کو پھینک دیا جائے تو پھر اس کی کوئی رسائی نہیں ہوتی اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ مجھے یاد ہے کہ چند سال پہلے کچھ احمدیوں کو بعض ظالموں نے شکایت کر کے سعودی عرب میں جیل میں بھجوا دیا اور تقریباً دو مہینے اسی حالت میں پڑے رہے۔ کسی نے ان سے پوچھا نہیں کہ کیا جرم تھا۔ نہ کوئی پیشی ہوئی۔ یہاں تک کہ جماعت کی کوششوں سے بالآخر ان تک ہماری رسائی ہوئی اور ان کی دادرسی ہوئی۔ تو اس زمانے میں بھی ایسے ظلم دیکھنے میں آتے ہیں مگر خدا تعالیٰ نے جو فرمایا کہ قیامت کے دن بعض مجرموں سے یہی سلوک کیا جائے گا تو یہ معاملہ تو دنیا کے معاملات سے کچھ الگ ہونا چاہیئے۔ دنیا کے معاملات میں تو یہ طریق ظلم کا طریق ہوا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ ظالم نہیں ہے، اس لئے خدا تعالیٰ نے بھولنے کے مضمون کو بھولنے سے باندھا ہے۔ فرمایا کہ ہم تمہیں بھلا دیں گے جیسا کہ تم نے ہماری لقاء کو بھلا دیا۔

پس پہلی بات تو یہ سمجھ میں آتی ہے کہ ناانصافی کا مضمون نہیں، ظلم کا مضمون نہیں بلکہ برابر کا بدلہ دیئے جانے کا مضمون ہے لیکن یہی کافی نہیں ہے۔ کیونکہ انسان جب خدا کو بھلا دیتا ہے تو اس کا بھلانا ایک عارضی حیثیت رکھتا ہے اور محض بھلانے کے نتیجے میں اتنی بڑی سزا کو تسلیم کرنے پر دل آمادہ نہیں ہوتا جب تک اس کے نتیجے میں کچھ اور ایسے مکروہ افعال سرزد نہ ہوں جن کے علم کے بعد انسانی دل مطمئن ہو جاتا ہے کہ یہ شخص سخت سلوک کا سزاوار تھا۔ پس بھلانے کے نتیجے میں کچھ اور واقعات ہونے چاہئیں۔ کچھ ایسی باتیں رونما ہونی چاہئیں جن کے نتیجے میں انسانی فطرت مطمئن ہو کہ ہاں ایسا شخص زیادہ سزا کا مستحق ہے تو اسی مضمون کو خدا تعالیٰ پھر اگلی آیات میں کھولتا ہے۔ فرماتا ہے .... یہ صرف اس لئے نہیں کہ تم نے خدا کو بھلا دیا، اسے یاد نہیں کیا بلکہ اس حد تک بھلا دیا کہ تم نے خدا تعالیٰ کے نشانات کو مذاق کا نشانہ بنایا اور ان سے تمسخر کرنا شروع کر دیا۔ پس یہاں بھلانے سے مراد محض کسی دوست کو بھلا دینا نہیں یا کسی فوت شدہ کو بھلا دینا نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اس سے بے خوف ہو جانا اور دل میں یہ یقین پیدا کر لینا کہ میں کبھی اس کے سامنے پیش نہیں کیا جاؤں گا۔

پس .... میں اس بات کی وضاحت ہے کہ وہ لوگ جو جرموں پر جرأت اختیار کرتے ہیں اور بیباک ہو جاتے ہیں ان کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ دل میں یقین کر بیٹھتے ہیں کہ قیامت وغیرہ سب قصّے ہیں، ان میں کوئی بھی حقیقت نہیں اور ہم خدا کے حضور پیش نہیں ہوں گے اور کوئی نہیں ہے جو ہماری جواب طلبی کر سکے۔ پس اس کے نتیجے میں دو باتیں، دو سلوک ان سے کئے جائیں گے۔ اوّل یہ کہ چونکہ وہ یہ یقین کر بیٹھے ہیں کہ پیش نہیں کئے جائیں گے اور اس کے نتیجے میں جرائم پر جرأت کرتے ہیں۔ اس لئے جب ان کو سزا دی جائے گی تو ان کی پیشی کسی کے سامنے نہیں ہوگی اور دادرسی کے لئے کوئی چوکھٹ نہیں پائیں گے .... تو فرمایا کہ وہ تو خود یقین کر چکے ہیں کہ کوئی ہے ہی نہیں اور کسی کے سامنے ہماری جواب طلبی نہیں ہوگی۔ اس لئے عدم کے سامنے ان کی دادرسی بھی نہیں ہو سکتی۔ اپیلیں تو وہاں ہوتی ہیں جہاں کوئی وجود ہو۔ پس ان سے ان کے اپنے اعتقادات کے مطابق معاملہ کیا جائے گا۔

مسلسل صـ ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بداعمالیوں پر جرأت کرنا سزا کا مستحق بناتا ہے

دوسرے یہ کہ محض بھلا دینا کافی نہیں۔ بھلا دینے کے بعد بعض بداعمالیوں پر جرأت کرنا اور بیباکی اختیار کرنا یہ دراصل انسان کو سزاوار قرار دیتا ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق دو باتیں بیان فرمائیں۔ وہ تمسخر سے کام لینے لگے۔ اور دنیا کی زندگی نے انہیں رستے سے بھٹکا دیا اور بے راہ رو کر دیا۔

یہ جو مضمون ہے اس کا روزمرہ کے گناہوں کے ساتھ ایک بڑا گہرا تعلق ہے۔ (اس مرحلے پر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مغربی دنیا اگر دلائل سے ہمارے مذہب کی قائل بھی ہو جائے تو وہ اپنا عقیدہ اس لئے ترک نہیں کرتی کہ وہ ہمارے دین کو قبول کر کے اپنی تہذیب کو قربان نہیں کر سکتی۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا) اس تہذیب نے ان کو بہت سی آزادیاں دے رکھی ہیں۔ ہر قسم کی لذت یابی کے سامان یہاں موجود ہیں اور ہر قسم کی لذت یابی کی اجازت موجود ہے۔ پس .... مطلب یہ ہے کہ آخرت کے اوپر اور جزاء سزا پر ایمان کا نہ ہونا لازماً انسان کو دنیا کی طرف جھکا دیتا ہے اور وہ دنیا کا کیڑا بن جاتا ہے اور ان دونوں مضمونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ پس جب خدا کو بھلا کر اور یوم آخرت کو بھلا کر انسان دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ رہا ہو تو ناممکن ہے کہ وہ موت کے بعد کے متعلق ایک فرضی خیال کے اوپر اس چیز کو قربان کر دے جو اس کے ہاتھ میں ہے اور وعدۂ فردا پر آج کی ان باتوں کو قربان کر دے جن کو وہ حقیقتیں سمجھ رہا ہے۔ کہتے ہیں ایک جھاڑی کے دو پرندوں سے، انگریزی کا محاورہ ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ، ہاتھ کا ایک پرندہ بہتر ہے۔

پس اسی قسم کا مضمون ہے جو صرف مغرب ہی میں نہیں بلکہ مشرق میں بھی ذہنوں میں اُبھرتا ہے۔ خواہ الفاظ میں بیان کیا جائے یا نہ کیا جائے اور مختلف شعراء اسی مضمون کو خود تضحیک کا نشانہ بناتے ہیں۔ چنانچہ دنیا کے اکثر ادب میں آپ یہ مضمون پائیں گے کہ آئندہ کے وعدوں پر، حور و قصور کے وعدوں پر، کل کی شراب کے وعدوں پر آج کی حسیناؤں کو اور آج کی شراب کو کیوں قربان کریں۔ آج جو ہاتھ میں ہے وہ ٹھیک ہے۔ کل دیکھی جائے گی۔ چنانچہ الفاظ تو بہرحال مختلف ہوتے ہیں اور شاعرانہ تخیل کے ساتھ باندھے جاتے ہیں لیکن بنیادی طور پر یہی مضمون ہے جو دنیا کے ہر ادب میں آپ کو ملے گا اور اسی مضمون کو قرآن کریم ایک ٹھوس حقیقت کے طور پر گناہوں کا ذمہ دار قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ گناہ کا اور دنیا میں جھک جانے کا سب سے بڑا محرک یہ یقین ہے کہ مرنے کے بعد کچھ نہیں ہوگا اور یہ جو لقاء کے قصے ہیں یہ سب فرضی باتیں ہیں اور کہانیاں ہیں۔ چنانچہ دراصل ان آیات سے پہلے جو آیات ہیں وہ اسی مضمون کو بیان کر رہی تھیں۔ میں نے درمیان سے تلاوت شروع کی۔ اب میں پہلی آیات پڑھ کے سُناتا ہوں تاکہ آپ کو ذہن نشین ہو جائے کہ کیا مضمون چل رہا تھا اور قرآن کریم ہمیں کیا سمجھانا چاہتا ہے .... (جاثیہ: ۳۲)

پس وہ لوگ جنہوں نے انکار کر دیا .... کیا تمہارے سامنے ہماری آیات پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں یا ہماری طرف سے نشانات تمہارے سامنے پیش نہیں کئے جاتے تھے .... پس تم نے تکبّر سے کام لیا اور تم قوم مجرمین بن گئے .... اور جب اُن کے سامنے یہ کہا جاتا ہے کہ خدا کا وعدہ حق ہے۔ یقیناً سچّا ہے .... اور قیامت کے متعلق کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ لازماً ہوگی اور لازماً تمہارا سوال و جواب ہوگا .... تم یہ جواب دیتے ہو کہ ہمیں نہیں پتہ کہ قیامت کیا چیز ہے اور ساعت کیا ہوگی .... ہم تو ظنوں میں مبتلاء ہیں۔ خیالات اور توہمات میں مبتلا ہیں .... اور ایک بات پختہ ہے کہ ہم ان باتوں پر یقین کرنے والے نہیں .... پس اُن کے لئے ان بداعمالیوں کا بچھل ظاہر ہوگیا جن میں وہ مبتلاء تھے .... اور ان کا اس چیز نے احاطہ کر لیا جس پر وہ مذاق کیا کرتے تھے۔

یہاں .... اس مضمون کو خوب اچھی طرح کھول دیا ہے۔ کہ محض عقائد کی بناء پر کوئی شخص پکڑا نہیں جاتا بلکہ عقائد کے نتیجے میں جو بداعمالیاں پیدا ہوتی ہیں ان کے نتیجے میں پکڑا جاتا ہے اور ہر عقیدے کے ساتھ کچھ بداعمالیوں کا تعلق ہوتا ہے۔ پس قرآن کریم نے جو عقائد پر زور دیا ہے اور ایمانیات پر زور دیا ہے وہ محض ایک فرضی بات نہیں بلکہ ہر عقیدے کے ساتھ بعض اعمال کا گہرا تعلق ہوتا ہے اور ہر حقیقت کے انکار کے نتیجے میں بعض بدیاں لازماً پیدا ہوتی ہیں۔ پس آخرت پر یقین پر جو زور دیا جاتا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ اگر آخرت پر ایمان اٹھے تو دنیا کی طرف رجحان اسی نسبت سے بڑھتا چلا جاتا ہے اور اسی حد تک انسان گناہوں پر جرأت کرتا چلا جاتا ہے۔ پس وہ لوگ جو آخرت کو ظنّ کی باتیں سمجھنے لگتے ہیں وہ اس دنیا میں کسی قیمت پر بھی اپنی لذتوں سے کنارہ کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ فرضی باتوں کے اوپر ہم آج کی لذتوں کو کیوں قربان کریں۔ یہ وہ مضمون ہے جس کے نتیجے میں بداعمالیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جس کے نتیجے میں حق کو قبول کرنے سے محرومی پیدا ہوتی ہے۔

یہ دو باتیں ہیں جو قرآن کریم نے کھول کر بیان فرمائی ہیں۔ پس وہ قومیں جو (دین حق) سے دور ہیں جب آپ ان کو (دین حق) کا پیغام پہنچاتے ہیں تو آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان میں بھاری اکثریت خواہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی آخرت پر وہ یقین نہیں رکھتی جو آپ رکھتے ہیں یا آپ کو رکھنا چاہیئے اور اس کے نتیجے میں محض دلائل کافی نہیں ہیں اور ایسا طریق اختیار کرنا ضروری ہے یا ایسے دلائل دینا بھی ضروری ہے جن کے نتیجے میں اُخروی زندگی پر ایمان بڑھے اور انسان کو اس بات کا احساس پیدا ہو کہ میں آزاد نہیں ہوں۔ میری ضرور جواب طلبی ہوگی۔ یہ جواب طلبی کا جو فقدان ہے یہ دنیا میں کئی شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے اور اس کا جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے قرآن کریم کے مضمون کی روشنی میں ہر قسم کی بداعمالیوں سے تعلق ہے چنانچہ آجکل مغربی دنیا جس دور میں داخل ہو رہی ہے وہ صرف آخرت کی جواب طلبی کے انکار کا دور نہیں بلکہ دنیا کی جواب طلبی سے بھی انکار کا دور ہے اور انفرادی آزادی پر امریکہ میں اور یورپ میں جو زور دیا جا رہا ہے یہ اگلا قدم ہے، یہ اگلا دور ہے جس میں وہ داخل ہو چکے ہیں۔

مغربی دنیا ہر جواب دہی سے آزادی چاہتی ہے

مذہب سے دوری کا پہلا دور (وہ) ہے جو آخرت میں جواب طلبی سے انکار کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں خدا سے تعلق رکھنے والی ساری ذمہ داریوں کو انسان اپنی گردن سے اتار کے پھینک دیتا ہے اور ساتھ ہی بنی نوع انسان سے تعلق رکھنے والی ان ذمہ داریوں کو بھی انسان ترک کرنے لگتا ہے جن کا مذہب سے تعلق ہو اور مذہبی تعلیم سے تعلق ہو۔ یہ دور یورپ کی گذشتہ ایک دو صدیوں کا دور تھا ——— صرف یورپ نہیں کہنا چاہیئے امریکہ بھی اس میں شامل ہے اور مغربی دنیا یا مغربی دنیا سے متأثر ساری قومیں اس میں شامل ہیں۔ ایک عرصے کے بعد آخرت کا سوال نہیں رہتا بلکہ جواب طلبی کا تصوّر قریب آجاتا ہے اور انسان یہ سوچنے لگتا ہے کہ میں کیوں کسی کے سامنے جوابدہ ہوں۔ جب کوئی خدا نہیں ہے، کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے، میں خود ہوں جو اپنے سامنے جوابدہ ہوں اس لئے مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے کہ میں معاشرے کی پابندیوں کا خیال کروں۔ تہذیب کی پابندیوں کا خیال کروں۔ اچھے بُرے کی پابندیوں کا خیال کروں۔ اس دور میں داخل ہو کر انسانی علوم بھی نئے نئے شاخسانے چھوڑنے لگتے ہیں اور بدی اور بُرائی کے درمیان کوئی تمیز باقی نہیں رہتی چنانچہ آجکل مغربی دنیا میں معاشرے سے متعلق اور اخلاقیات سے متعلق جو فلسفے پڑھائے جاتے ہیں ان میں اس بات پر زور دیا جا رہا ہے کہ اچھے اور بُرے کے درمیان جو روایتی تمیزیں تھیں وہ مٹ چکی ہیں اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ اچھا کیا ہے اور بُرا کیا ہے۔ ہر شخص آزاد ہے۔ اگر ماں باپ بچّے کو یہ سمجھا سمجھا کر بعض باتوں سے باز رکھیں کہ یہ باتیں بُری ہیں تو وہ دراصل بچّے پر ظلم کرنے والے ہوں گے اور اس کی آزادیاں سلب کرنے والے ہوں گے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب میں جرمنی گیا تو وہاں سوالات میں ایک یہ بھی سوال اٹھایا گیا کہ آپ بچوں کی آزادیاں کیوں سلب کرتے ہیں؟ کیوں بچوں کو اپنی مرضی سے جو کچھ (وہ) چاہیں کرنے نہیں دیتے؟ اور جب میں نے اس کا جواب دیا اور سمجھانے کی کوشش کی تو غالباً مجلس میں سے ہی کسی نے بتایا کہ ہمارے سکول میں تو عام طور پر، سکول میں نہیں بلکہ سب سکولوں میں استاد بالعموم یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ یہ سب پرانی باتیں ہیں کہ یہ کرو اور یہ نہ کرو ہر شخص آزاد ہے جو دل میں آتا ہے کرو اور اگر تم نے نہ کیا تو پھر تم نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہو جاؤ گے اور نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اب جواب طلبی سے یہ انکار آخرت کی بات نہیں رہی، اس دنیا میں آگئی اور اس کے نتیجے میں پھر حکومت کے قوانین سے انکار کا رجحان بھی بڑھتا چلا جاتا ہے اور بے راہروی جو ہے اس کی کوئی حد نہیں رہتی۔

پس قرآن کریم جو مضمون بیان کرتا ہے اس میں بہت ہی گہرائی ہوتی ہے اور انسانی فطرت سے اس کا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ پس یہاں فرمایا کہ دنیا کی طرف تمہارا بڑھتا ہوا رجحان تمہیں بے راہ رو کر دے گا اور بھڑکا دے گا اور فرائض سے غافل کر دے گا اور آج مغربی دنیا میں ہم یہی دور دیکھ رہے ہیں۔ میں نے اس سوال کرنے والے سے کہا کہ یہ جو تم نے سوال اٹھایا ہے اپنے استاد سے پوچھو کہ اس سوال کی آخری حد کونسی ہوگی۔ اگر ماں باپ کو یہ حق نہیں ہے کہ بچوں کو بعض باتیں کرنے سے روکیں تو حکومت کو کیا حق ہے کہ وہ شہریوں کو بعض باتیں کرنے سے روکے۔ کسی معاشرے کو کیا حق ہے کہ کسی کو کوئی بات کرنے سے روکے اور ایک دفعہ یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ کسی کو کسی سے روکنے کا کوئی حق نہیں ورنہ وہ شخص جس کو روکا جاتا ہے بیچارہ نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہو جائے گا تو ہر قانون دنیا سے اٹھ جائے گا اور کسی کو کوئی حق نہیں رہتا۔

ایک انسان کا دل چاہتا ہے کہ وہ چوری کرے کیوں اس کو چوری نہیں کرنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیتے؟ بعض لوگوں کا دل چاہتا ہے کسی کے منہ پر تھپڑ ماریں کیوں نہیں مارنے دیتے؟ بعض دفعہ بغیر وجہ کے بھی دل چاہنے لگ جاتا ہے۔ بعض بچوں کو عادت ہوتی ہے وہ برداشت نہیں کر سکتے کسی کمزور بچے کو دیکھیں تو جب تک اس کو مار نہ لیں، اُس کو دھکا نہ دے دیں اس وقت تک ان کو مزا نہیں آتا۔ بچپن کی یہی عادت بعض بڑوں میں بھی ہو جاتی ہے۔ ان کے دماغ میں اچانک جنون اٹھتا ہے کہ ہم کسی کو کچھ چھیڑیں، تنگ کریں، اس کے بغیر ان کو لطف نہیں آتا۔ اگر انسانی نفسیات کا یہ تقاضا ہے کہ جو خواہش ہو اس کو پورا کر دینا چاہیئے اور روکنے کا کسی کو حق نہیں تو پھر صرف مذہب کا سوال باقی نہیں رہتا۔ دنیا کے ہر معاملے میں اور تعلقات کے ہر دائرے میں یہی قانون نافذ ہو گا۔ اور اس کے نتیجے میں انسان ہر ذمہ داری سے کلیتہً آزاد ہو جائے گا۔ یہی ذمہ داریوں سے آزادی کا رجحان ہے جو آج کی دنیا میں آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور یہ رجحان دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ ان کو آپ جب . . . . . . یہ کہتے ہیں کہ (ہمارے دین) میں یہ خوبیاں ہیں . . . . ۔ وہ خوبیاں ہیں تو آخر پر ان کی تان اکثر اس بات پر ٹوٹتی ہے کہ عورت کو (تمہارا مذہب) کیا آزادی دیتا ہے اور اس سوال پر پھر مرد اور عورتیں سب مشترک ہو جاتے ہیں، اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ آپ جواب دیں اور ان کو عقلی طور پر مطمئن بھی کرائیں۔ لیکن ان کی مسکراہٹ بتا رہی ہوتی ہے کہ تم جو چاہو کر لو ہم اس معاشرے کو چھوڑنے والے نہیں۔ عورتیں جو بن ٹھن کر باہر نکلتی ہیں اور مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتی ہیں ارادۃً یا غیر ارادی طور پر، اپنے رہن سہن کی طرز کی بناء پر میری مراد ہے وہ مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ ان کو وہ سمجھتے ہیں کہ واپس تو اب کوئی نہیں دھکیل سکتا۔ نہ ہم ان عادتوں کو چھوڑنے والے ہیں

مرے ہوؤں سے تعلق قائم کرنے کی خواہش

پس یہ وہ مقام ہے جو انتہائی خطرناک مقام ہے اس کا آغاز اسی کمزوری سے ہوا ہے جس کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا کہ آغاز اس بات سے ہوتا ہے کہ دنیا یہی ہے۔ اس کے بعد کوئی زندگی نہیں۔ اگر ہے تو شاید بھوت پریت قسم کی زندگی ہو۔ شاید روحوں کا دنیا میں بھٹکتے رہنا اور اپنے دنیا کے تعلقات کو دوبارہ قائم کرنے کی کوشش کرنا اس زندگی کا مزاج ہے اس کے سوا اس کی کوئی حقیقت نہیں لیکن جواب طلبی کے نقطہ نگاہ سے یہ لوگ اخروی زندگی کے قائل نہیں رہتے۔ آجکل مغربی دنیا میں ایک یہ بھی رجحان بڑھ رہا ہے کہ مرنے کے بعد کی زندگی کے تذکرے کئے جائیں اور سائنسی لحاظ سے یا فلسفیاتی لحاظ سے یہ ثابت کیا جائے کہ مرنے کے بعد انسان کسی نہ کسی شکل میں زندہ رہے گا۔ میں نے اس قسم کے لٹریچر کا مذہبی نقطہ نگاہ سے بڑا گہرا مطالعہ کیا ہے اور میں اس مطالعہ کے بعد آپ کو وثوق سے بتاتا ہوں کہ ان کا مرنے کے بعد کی زندگی پر یقین کرنا یا اس کی باتیں کرنے کا جو رجحان ہے اس کا جواب طلبی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ کسی جدید لٹریچر میں یہ بات نہیں پائیں گے کہ مرنے کے بعد انسان کی روح کسی شکل میں اس لئے زندہ رہے گی کہ وہ خدا کی طرف لوٹائی جائے اور خدا اس سے جواب طلبی کرے۔ اس مضمون کا دور سے بھی کوئی ذکر ان کتابوں میں اور ان کی تحقیقات میں آپ کو نہیں ملے گا۔ ان کا مرنے کے بعد کی زندگی کا تصور ایک خوش فہمی سے تعلق رکھتا ہے، ایک خام خیالی سے تعلق رکھتا ہے۔ موت سے تو ان کو انکار نہیں ہے اور ہر انسان کا دل چاہتا ہے کہ میں ہمیشہ کے لئے زندہ رہوں اور زندگی کے انقطاع کے بعد ایک بے چینی لگ جاتی ہے۔ ہر انسان سمجھتا ہے کہ کیا یہی سب کچھ تھا۔ میں پیدا ہوا۔ میرے تعلقات والے دوست پیدا ہوئے۔ ہمارے بڑے پیدا ہوئے اور آگے گذر گئے اور بس یہ سلسلے ختم ہو گئے۔ یہ سوال ان کو بے چین کر دیتا ہے دل چاہتا ہے کہ کسی طرح مرے ہوؤں سے تعلق جوڑ سکیں۔ اس خواہش کی بنا پر نہ کہ خدا سے تعلق جوڑنے کی خواہش کی بناء پر یہ ایک فرضی زندگی کا تصور باندھتے ہیں اور اسی کے اوپر مضامین لکھتے ہیں۔ چنانچہ مرنے کے بعد کی زندگی کا ان کا مضمون یہیں ختم ہو جاتا ہے کہ ہمارے پرانے تعلق والے عزیز یا دوست جو مر گئے وہ کسی نہ کسی شکل میں زندہ رہ کر ہم سے دوبارہ تعلق قائم کر سکتے ہیں۔ اس مضمون کا قرآنی مضمون سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ خدا کی طرف لوٹائے جائیں گے اور دنیا سے ان کا تعلق ہمیشہ کے لئے منقطع ہو جائے گا۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ . . . . ہم نے کسی بستی پر حرام کر دیا ہے جس کے باشندے، رہنے والے، جب ایک دفعہ مر جائیں تو وہ ہرگز کبھی لوٹ کر دوبارہ وہاں نہیں آئیں گے۔ پس دیکھیں کہ بظاہر ایک ہی قسم کا مضمون ہے جس پر یہ بھی ایمان لا رہے ہیں اور اہل ایمان بھی، خدا تعالیٰ پر یقین' کرنے والے بھی ایمان لاتے ہیں لیکن بنیادی طور پر ان کے محرکات بھی الگ ہیں اور ایک دوسرے سے بالکل جدا جدا ہیں۔ ان کا مرنے سے بعد زندگی پر ایمان۔ اس زندگی پر ایمان کے نتیجے میں اور اس کی بڑھی ہوئی خواہش کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے اور مرنے والوں کو بھی دوبارہ اپنی طرف لوٹا دیتے ہیں اور مذہبی تصور میں دنیا سے تعلق کاٹ کر روحوں کو خدا کی طرف واپس بھجوایا جاتا ہے اور وہاں جا کر وہ جوابدہ ہوتے ہیں۔

بعد از موت جواب طلبی کا تصور گناہ کو روکتا ہے

پس یہ وہ مذہبی تصور ہے کہ تم مر گئے، خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہاں تمہارے سے جواب طلبی کی جائے گی۔ یہ بنیادی تصور ہے جو گناہوں کے قلع قمع کرنے کے لئے ضروری ہے اور اس تصور سے آپ جتنا دور ہوتے چلے جائیں گے اتنا ہی توہمات کا شکار ہوتے چلے جائیں گے اور اتنا ہی غیر ذمہ دار ہوتے چلے جائیں گے۔ آخر وہ مقام آتا ہے جب انسان جرائم پر بے دھڑک ہو کر جرأت اختیار کرتا ہے۔ پھر نہ وہ خدا کو جواب طلبی کا حق دے سکتا ہے نہ انسان کو جواب طلبی کا حق دے سکتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں آزاد ہوں۔ مروں گا نہیں ختم ہو جاؤں گا۔ زندگی میں جو کچھ میں کر سکتا ہوں میں کروں گا کوئی مجھے روکنے والا نہیں۔ اس دور میں جب دنیا داخل ہوتی ہے تو جرائم اس تیزی سے پرورش پاتے ہیں کہ پھر ان پر کوئی حکومتیں اختیار نہیں رکھتیں اور کسی طرح ان کو روک نہیں سکتیں۔

انگلستان میں ٹیلی ویژن پر آجکل اس قسم کی بہت بحثیں آتی ہیں کہ جرائم بڑھ رہے ہیں ان کو کس طرح روکا جائے۔ پولیس قوانین میں کیا تبدیلیاں پیدا کی جائیں۔ کیا اختیار ان کو دیئے جائیں۔ کیا اختیار نہ دیئے جائیں اور جب میں ان پروگراموں کو دیکھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ قرآنی حکمتوں سے ہٹ کر جب دنیا کے حکمتوں والے بھی باتیں کرتے ہیں تو بالکل جاہلانہ باتیں ہوتی ہیں۔ جرائم کو قوانین نہیں روکا کرتے۔ کوئی دنیا کا قانون، کوئی دنیا کی پولیس جرائم کو روک نہیں سکتی۔ جرائم کو دبا سکتی ہے اور جرائم کو روکنے کے لئے صرف خدا تعالیٰ کا تصور اور اس سے تعلق کا تصور ہے جو حقیقت میں کام کر سکتا ہے۔ ایسا انسان جو خدا پر یقین رکھتا ہے اور خدا سے ملاقات کا یقین رکھتا ہے اس کے اندھیرے بھی روشن ہو جاتے ہیں کیونکہ اسے چھپنے کی کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔ وہ جہاں بھی جائے جس حالت میں زندگی بسر کرتا ہو وہ آنکھوں کے نیچے رہتا ہے اور نظر کے سامنے رہتا ہے۔ یہی وہ ایک حقیقت ہے جو انسان کو گناہوں سے پاک کر سکتی ہے اس کے سوا اور کوئی طریق گناہوں سے پاک ہونے کا نہیں ہے۔

پس دنیا کی خرابیاں ہوں یا مذہبی امور سے تعلق رکھنے والے گناہ ہوں تمام جرائم کی جڑ اس بات میں ہے کہ ہم خدا سے لقاء کے مضمون کو بھلا دیتے ہیں اور رفتہ رفتہ اس سے پیچھے ہٹتے چلے جاتے ہیں۔ ظاہراً انکار کریں یا نہ کریں ہماری روزمرہ کی زندگی میں مرنے کے بعد خدا سے ملنے کا تصور کمزور پڑتا چلا جاتا ہے اور یہ تصور جتنا کمزور پڑتا چلا جاتا ہے اتنا ہی انسان گناہوں پر دلیری اختیار کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ معاشرتی گناہ بھی جن کو ہم قانون شکنی کہتے ہیں وہ بھی زور مارنے لگتے ہیں اور رفتہ رفتہ تمام سوسائٹی انارکی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

پس جماعت احمدیہ کو ان بنیادی حقیقتوں کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیئے خواہ کوئی کتنی تلقین کرے سچائی کی، عبادتوں کی، نیکی اختیار کرنے کی، بنی نوع انسان سے ہمدردی کرنے کی، بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے کی، کیسی کیسی اچھی نصیحتیں کیوں نہ کرے جب تک سننے والے کو یہ یقین نہ ہو کہ میرا ایک خدا ہے اور مرنے کے بعد میں نے اس کے حضور پیش ہونا ہے اس وقت تک یہ نصیحتیں اثر نہیں دکھا سکتیں یا دکھاتی ہیں تو ایک عارضی سا اثر دکھاتی ہیں۔

پس اس بنیادی حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے اور حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے اس پر اتنا زور دیا ہے اور مختلف رنگ میں اس پر روشنی ڈالی ہے کہ اگر حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی تحریریں کسی نے پڑھی ہوں تو اس کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ کبھی بھی اس بنیادی مضمون کو فراموش کر سکے۔ وہ نظم جو ہمیشہ شادیوں کے موقع پر پڑھی جاتی ہے اس کا ٹیپ کا مصرعہ یہی ہے نا کہ ؏

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

کہ اے خدا! اس دن کو مبارک کر اور ساتھ عرض کیا: سبحان من یرانی۔ پاک ہے وہ ذات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو مجھے ہمیشہ دیکھتی رہتی ہے۔ پس جو شخص اسی یقین کے ساتھ زندہ ہے کہ ایک ذات اس کو ہمیشہ دیکھتی رہتی ہے اس کی زندگی میں کوئی اندھیرا آ ہی نہیں سکتا۔ وہ روشنی کے وقت بھی روشنی میں رہتا ہے اور اندھیروں کے وقت بھی روشنی میں رہتا ہے اور یہ مضمون ایک جیسی شدت کے ساتھ سب پر چسپاں نہیں ہوتا۔ اندھیروں میں بھی نسبتیں ہوا کرتی ہیں۔ روشنی میں بھی نسبتیں ہوا کرتی ہیں۔ ایک اندھیرے سے انسان روشنی کی طرف منتقل ہوتا ہے تو اگلی روشنی کے مقابل پردہ پہلی روشنی اندھیرا دکھائی دینے لگتی ہے۔ اس لئے یہ بہت لمبا سفر ہے اور اس کا علاج یہی ہے کہ خدا کے تصور کو زیادہ سے زیادہ تازہ کیا جائے اور زیادہ سے زیادہ لمحات میں خداتعالیٰ کے وجود کا تصور باندھا جائے۔ یہی ایک طریق ہے جس سے انسان حقیقی معنوں میں گناہوں سے نجات پا سکتا ہے۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) فرماتے ہیں:۔

"افسوس کا مقام ہے کہ یہ دنیا چند روزہ ہے لیکن اس کے لئے وہ وہ کوششیں کی جاتی ہیں کہ گویا کبھی یہاں سے جانا ہی نہیں۔ انسان غافل اور ناسمجھ ہے کہ علانیہ دیکھتا ہے کہ یہاں کسی کو ہمیشہ کے لئے قیام نہیں ہے لیکن پھر بھی اس کی آنکھ نہیں کھلتی۔ اگر یہ لوگ جو بڑے کہلاتے ہیں اس طرف توجہ کرتے تو کیا اچھا ہوتا۔ دنیا کی عجیب حالت ہو رہی ہے جو ایک دردمند دل کو گھبرا دیتی ہے۔ بعض لوگ تو کھلے طور پر طالبِ دنیا ہیں اور ان کی ساری کوششیں اور تگ و دو دنیا تک محدود ہے لیکن بعض لوگ ہیں تو اسی مردود دنیا کے طلبگار۔ مگر وہ اس پر دین کی چادر ڈالتے ہیں۔ جب اس چادر کو اٹھایا جاوے تو وہی نجاست اور بدبو موجود ہے۔ یہ گروہ پہلے گروہ کی نسبت زیادہ خطرناک اور نقصان رساں ہے۔"

(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۴۱، ۱۴۲)

یہ پہلو جو ہے اس کو خاص طور پر پیشِ نظر رکھیں کہ محض دین کی چادر اوڑھ لینا کافی نہیں بلکہ حقیقت میں اس چادر کے اندر کی زندگی ہے جو خداتعالیٰ کی نظر میں رہتی ہے۔ پس جب تک ہم پوری کوشش کر کے چادر سے باہر کی زندگی کو چادر کے اندر کی زندگی کے مطابق نہ کر لیں اس وقت تک ہم مقامِ امن میں نہیں آ سکتے اور یہ بات کہنے کو آسان ہے لیکن بہت مشکل بات ہے۔ ایسی بات ہے جس پر ساری زندگی محنت کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ خدا کے غیر معمولی فضل کے سوا کوئی انسان یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہو کہ میری چادر سے باہر کی زندگی میری چادر کی اندر کی زندگی کے مطابق ہے۔ بسا اوقات بڑے سے بڑے بزرگ کی بھی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ جیسا کہ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے فرمایا۔ چادر اوڑھے ہوئے کی حالت کہ باہر سے لوگ اس کے دین کو دیکھ سکتے ہیں، اس کے دل کی حالت سے بے خبر اور اس کے خفیہ اعمال سے بے خبر رہتے ہیں اور ایک وہ حالت ہے جو وہ اندر بیٹھا دیکھ رہا ہے۔ سب سے بڑی تکلیف اس بات کی ہوتی ہے کہ بعض لوگ اپنی اندر کی آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور یہ تب ہوتا ہے جب انسان اس احساس سے بالکل غافل ہو جاتا ہے کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ پس اس مضمون کو اچھی طرح ذہن نشین کرانے کے لئے میں تفصیل سے یہ بات آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ ہم میں سے وہ جو سچا ایمان لانے والا ہے اور واقعۃً ایمان لانے والا ہے وہ یہ تو کہہ ہی نہیں سکتا۔ یہ تو سوچ ہی نہیں سکتا کہ میں خدا کے سامنے پیش نہیں ہوں گا۔ ہر احمدی یہ یقین رکھتا ہے لیکن پیشی ہونے سے پہلے اسی دنیا میں اگر اس کو یہ پتہ نہ ہو کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے تو اسی حد تک پیشی ہونے کی ذمہ داریوں سے وہ غافل ہوتا چلا جائے گا اور اس یقین کے باوجود کہ میں نے خدا کے سامنے پیش ہونا ہے، انسان اپنے گناہوں کی حالت سے غافل ہونا شروع ہو جاتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ میں نے گناہوں کو اندھیرے کی حالت میں کیا ہے اور گناہوں کے وقت کوئی اسے دیکھ نہیں رہا تھا۔ باشعور طور پر چاہے وہ نہ سمجھے لیکن غیر شعوری طور پر یہ یقینی بات ہے کہ گناہ کے وقت انسان خدا کی نظر سے غافل رہتا ہے۔ یہ حالت جب بد سے بدتر ہونی شروع ہو تو بالآخر ایسے انسان کو خود اپنی اندر کی حالتوں کا بھی علم نہیں رہتا اور انسان غفلتیں کرتا ہے لیکن محسوس نہیں کرتا کہ میں نے کیا کیا؟

اپنے اعمال سے غافل شخص کو جگانا بہت مشکل ہے

یہ وہ چادر کے اندر ایک اور چادر ہے جس کے اندر وہ داخل ہو جاتا ہے اور اس حالت سے لوگوں کو نکالنا بہت ہی مشکل کام ہے۔ تربیت کے دوران ہر قسم کے مواقع پر میں نے خاص طور پر یہ محسوس کیا ہے کہ وہ شخص جس نے صرف ایک ہی چادر اوڑھی ہوئی ہے اور بظاہر نیک ہونے کے باوجود وہ خدا کی نظر سے غافل بھی رہتا ہے اس کو اگر جھنجھوڑا جائے تو وہ سنبھل جاتا ہے اور بہت جلدی اس میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے لیکن وہ شخص جس کی اپنی نظر دھندلا جائے جو اپنے اعمال سے خود غافل ہو چکا ہو اس کو جھنجھوڑ کر جگانا بہت ہی مشکل کام ہے کیونکہ بسا اوقات وہ ایک بدی میں مبتلا ہوتا ہے

آپ اس کو کہتے ہیں تم کر رہے ہو تو وہ آگے سے بھڑک اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ایسی بات نہیں کرتا۔ آپ جھوٹے کو جھوٹا کہہ دیں وہ ایسے غصے سے آپ کو جواب دے گا کہ تم جھوٹے ہو گے۔ تمہارے ماں باپ جھوٹے۔ میں تو بالکل جھوٹ نہیں بولتا یا تم ہوتے کون ہو مجھے جھوٹا کہنے والے اور کبھی وہ یہ نہیں سوچتا کہ اس کی ساری زندگی جھوٹ میں صرف ہوتی ہے۔ پس بہت سے ایسے گناہ ہیں جو خدا کی نظر تو درکنار خود اپنی نظر سے اوجھل ہو جاتے ہیں اس حالت کا نام ہے۔ ظلمات کے اُوپر ظلمات۔ یعنی ایک ظلمت نہیں ہے بلکہ کئی قسم کی ظلمتوں کے اندر انسان گھرا ہوا ہے۔ پس صرف ایک ظلمت یعنی پہلی ظلمت جو ہے وہ اتنی خطرناک نہیں مگر جب ظلمت کے اُوپر ظلمت پیدا ہونی شروع ہو جائے .... تو رفتہ رفتہ انسان کو اس بات کا شعور ہی نہیں رہتا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ کیوں کر رہا ہوں۔ اس کی نظر سے تمام حقیقتیں اوجھل ہو جاتی ہیں۔ ایسے انسان کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ ایک چوپائے کی طرح زندگی بسر کر سکتا ہے جو اوندھے منہ چلنے والا ہو۔ اس کا کوئی مرشد نہ ہو، کوئی اسکو ہدایت نہ دے سکتا ہو۔

پس بنیادی عقیدہ وہی ہے یعنی خدا سے مرنے کے بعد لقاء کا عقیدہ۔ اس کے آپ جتنے قریب جائیں گے اتنا آپ کو روشنی نصیب ہو گی۔ جتنا باشعور طور پر اس عقیدے کو تھامیں گے اور اس کی پناہ میں آئیں گے اتنا ہی آپ ظلمات سے روشنیوں کی طرف سفر کرنیوالے ہوں گے جتنا اس عقیدے سے غفلت کی حالت میں یا باشعور طور پر پیچھے ہٹیں گے اتنا ہی گناہوں میں مبتلا ہوتے چلے جائیں گے۔ یہاں تک کہ اپنی حالت سے کلیۃً بے خبر ہو جائیں گے۔ پس نسیٔ کا مضمون یعنی بھلا دینے کا مضمون دراصل ان سب باتوں کو بھلا دینا ہے۔ جب خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے لقاء یوم آخر کو بھلا دیا۔ اسلئے یہ سزا دیتا ہوں تو یہ کوئی ایسا ظالمانہ فیصلہ نہیں ہے جیسا کہ میں نے مثال دی کہ دنیا کے بادشاہ کسی کو جیل میں ڈال کے بھلا دیتے ہیں بلکہ اس کا بہت گہرا انسانی نفسیات سے تعلق ہے۔ انسان جب لقاء کے مضمون کو بھلاتا ہے تو رفتہ رفتہ اپنے آپ سے بھی غافل ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور جو اپنے آپ کو بھلا دے وہ کسی اور سے کیسے شکوہ کر سکتا ہے کہ مجھے تم نے بھلا دیا۔ پس اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ وہ ہمیں اپنی لقاء کی حقیقی معرفت عطا کرے اور ہم موت کو یاد رکھنے والے ہوں بھلانے والے نہ ہوں۔ موت دنیا کی سب سے زیادہ یقینی حقیقت ہے لیکن سب سے زیادہ بھلائی جاتی ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو ہم سے پہلے گذر گئے اور پھر کبھی خوابوں کے سوا اُن کی صورت نہیں دیکھی مگر اسکے باوجود انسان اس دنیا میں جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے لکھا ہے اس طرح رہتا ہے جیسے ہمیشہ یہیں رہے گا۔ اپنے مفادات کی خاطر، اپنے دنیاوی مفادات کی خاطر بے دھڑک آخرت کے مفادات کو قربان کرتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنے عزیزوں سے ناراض ہوتا ہے۔ ان کی زندگی بھی تلخ کرتا ہے۔ اپنی بھی تلخ کرتا ہے اور یہ نہیں سوچتا کہ اس چند روزہ دنیا نے جب ختم ہونا ہے تو انسان کو یوں محسوس ہو گا جیسے میں کچھ رہا ہی نہیں۔ چند گھڑیاں رہا ہوں اسوقت یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ خواہ مخواہ تھوڑی دیر کی خاطر میں نے ساری زندگی برباد کر لی اور انسان یہ ارادہ کرتا ہے کہ میں واپس جاؤں تو پھر میں یہ یہ کام کروں۔ یہ سب جھوٹے قصے ہیں۔ آج اگر آپ کو موت کا احساس نہ ہوا تو آپ کی یہ زندگی سنور نہیں سکتی۔ موت کے وقت کا احساس گذشتہ زندگی کو سنوار نہیں سکتا یہ دو دائمی حقیقتیں ہیں ان کو اگر آپ نے بھلا دیا تو کچھ بھی حاصل نہیں رہے گا۔ اگر ان کو آپ اچھی طرح ذہن نشین رکھیں اور پکڑے رکھیں تو آپ کی انفرادی اصلاح کے لئے بھی یہ عظیم الشان کام سرانجام دیں گی اور قومی اصلاح کے لئے بھی یہ دو باتیں یعنی جماعت کی زندگی کے لئے اور اسکی بقاء کے لئے بہت عظیم الشان کام سرانجام دینے والی ہوں گی۔

قبروں کی زیارت موت کو یاد رکھنے کے لئے ہوتی ہے

بزرگوں نے جو قبروں کی زیارت کا لکھا ہے اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ قبروں سے وہ کچھ مانگنے جاتے تھے۔ تمام انبیاء قبروں کی زیارت کرنے والے تھے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی ماموریت سے پہلے بھی بزرگوں کی قبروں پر جایا کرتے تھے اور ویسے بھی قبور کی زیارت کیا کرتے تھے۔ یاد رکھیں کہ اس میں ہرگز (اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے) مردہ پرستی کا تصور داخل نہیں۔ جن بزرگوں کی میں بات کر رہا ہوں، وہ مردہ پرستی سے تو اس طرح کراہت کرتے تھے جیسے ایک نفیس طبیعت کا انسان ظاہری گندگی سے کراہت کرتا ہے۔ اس کے باوجود قبروں کے پاس جانا یا قبرستانوں میں جاکر اُن کا خدا کی یاد میں غافل ہونا دراصل موت یاد کرانے کی خاطر ہوا کرتا تھا۔ آج کل کے زمانے میں بھی لوگ پاکستان میں اور بعض دوسرے ممالک میں قبروں کی زیارت کرتے ہیں۔ لیکن بالکل الٹ مقصد کے لئے۔ بزرگ قبروں پر اسلئے جاتے ہیں کہ موت یاد آئے اور یقین کریں کہ یہ سب لوگ مر چکے ہیں اور جو مردہ دل لوگ ہوں وہ قبروں پر اسلئے جاتے ہیں کہ یہ بھی نہیں مرے جو بظاہر مرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زندہ ہیں اور اُن سے مانگا جا سکتا ہے۔ ان سے مُرادیں حاصل کی جا سکتی ہیں۔ پس ظاہری طور پر دیکھیں زیارت ایک ہی قسم کی ہے لیکن نتائج کتنے مختلف ہیں۔ ایک زیارت موت کو بھلا دینے والی زیارت ہے۔ یعنی جو مرے ہوئے ہیں ان کو بھی زندہ سمجھ رہے ہیں اور ایک زیارت ہے جو زندوں کو بھی موت کا خوف دلاتی ہے۔ پس جواب طلبی کی خاطر موت کو یاد رکھنا یہ ہر قسم کے انسانی معاشرے کی اصلاح کے لئے ضروری ہے اور صرف مذہبی معاشرہ نہیں بلکہ غیر مذہبی معاشرہ بھی اگر لقاء کا قائل ہو جائے تو مذاہب کے اختلاف کے باوجود انسان کے اخلاق پر اس لقاء کا بہت ہی گہرا اثر پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔ اور جماعت احمدیہ کی اصلاح میں ← لقائے باری تعالیٰ کا عقیدہ غیر معمولی اثر دکھانے لگے۔ اسکی دعا کا خیال مجھے اس لئے آیا ہے کہ بسا اوقات میں نے دیکھا ہے کہ نصیحتیں کی جاتی ہیں، مسلسل کی جاتی ہیں مگر اثر نہیں ہوتا۔ پھر میں اپنے آپ کو جھنجھوڑتا ہوں۔ وجوہات تلاش کرتا ہوں کیا وجہ ہوئی کہ بعض بدیاں جماعت سے دور نہیں ہو رہیں۔ بعض معاشرتی خرابیاں ہیں جو مٹنے میں نہیں آ رہیں۔ کیا میرے بیان میں کوئی کمزوری رہ گئی یا کوئی ایسی باتیں ہیں جن تک نظر نہیں پہنچ سکی تو ان کی تلاش میں میری نظر اس بات پر آکر ٹھہری کہ حقیقت میں ان تمام بدیوں کا لقائے یوم آخرہ سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ اسلئے جماعت میں لقاء کے مضمون کا بار بار ذکر کرنا ضروری ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مقام پر فائز کرے جہاں ہم اس کو دیکھ رہے ہوں اور وہ ہمیں دیکھ رہا ہو۔؟

شذرات

نون۔ سین

جنگ — اور جنگ کے بعد

فرانس کے وزیر خارجہ رولینڈ ڈومس نے سوویت یونین کے صدر میخائل گورباچوف سے گفت وشنید کے بعد ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ فرانس اور سوویت یونین دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ جنگ کا باعث صدر صدام ہیں اور اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے انہیں مورد الزام قرار دیا جاتا ہے انہوں نے یہ بھی کہا کہ دونوں ملک اس بات پر بھی اتفاق کرتے ہیں کہ جنگ کے بعد اس علاقے کا پروگرام یہ ہونا چاہیئے کہ پہلے اس علاقے کے تمام مسائل حل کئے جائیں۔ جن میں اسرائیل فلسطین مسئلہ بھی شامل ہو اور لبنان کا مسئلہ بھی اس سے الگ نہ رکھا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب کو مل جل کر اس سلسلے میں متوازن پالیسی اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ تمام ممالک اپنے آپ کو محفوظ سمجھیں اور ان کی حفاظت کے ضروری اقدامات کئے جا سکیں ڈومس نے کہا کہ دونوں کے خیال میں یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ان امور کو طے کرنے کے لئے ایک عالمی کانفرنس منعقد کی جائے۔ ڈومس اور گورباچوف، پریماکوف جنہیں سوویت یونین کی طرف سے عراق بھیجا گیا تھا۔ ان کے پروگرام کے متعلق کوئی زیادہ بات نہ کر سکے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس دورے کے متعلق زیادہ معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔ ان دونوں کی گفت وشنید کے بعد خلیج کے علاقے میں فوجی کارروائی بھی زیر بحث نہ آ سکی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں کے نظریات میں کچھ اختلاف ہے اور اس اختلاف کو اس گفت وشنید کے دوران ابھارنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ یہ بات بھی کہی گئی کہ ابھی تک جنگ اپنے انتہائی عروج پر نہیں پہنچی۔ لیکن اس کے باوجود مختلف ممالک سفارتی کوششوں کے ذریعے اس سے مختلف قسم کے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ ممالک اس بھاگ دوڑ کے ذریعے چاہتے ہیں کہ جنگ ختم ہونے کے بعد انہیں اس علاقے سے کچھ فوائد حاصل ہونے چاہئیں۔ فی الحال سوویت یونین ایران اسرائیل مصر اور ایسے ہی بعض دوسرے ممالک اس بھاگ دوڑ میں شامل ہیں۔ دراصل ابتدائی طور پر یہ اپنے آپ کو اس صورت میں پیش کر رہے ہیں کہ گویا ان کی کوششوں سے وہاں امن کا قیام ممکن ہے۔ سب سے زیادہ فوائد حاصل کرنے کے لئے امریکہ کی کوششوں پر نظر دوڑانے کی ضرورت ہے۔ یہی وہ ملک ہے جس نے دنیا کے مختلف ممالک کی افواج کو عراق کے خلاف اکٹھا کر کے جنگ کا آغاز کیا ہے۔ جہاں تک واشنگٹن کے مستقبل کے نظریوں کا تعلق ہے ان میں سے یہ بات جھلکتی ہے کہ وہ خلیج کے علاقے کو اپنے زیر تسلط لا کر وہاں حفاظتی اقدامات کو پہلے سے زیادہ وسیع حلقے تک پھیلانا چاہتے ہیں۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ ان کے خیال میں عرب اسرائیل تنازعہ کس قدر ختم ہو کر امن کے قیام کا باعث بن سکتا ہے لیکن وہ کچھ نہ کچھ کرنے کے لئے تیار ہیں تاکہ بظاہر عرب اسرائیل تنازعہ اتنا واضح نہ رہے۔ مسٹر بیکر نے ان حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ خلیج کا مستقبل کیا ہوگا۔ ابھی وہاں کے مستقبل کے نقوش ابھرنے شروع نہیں ہوئے مثلاً اگر صدر صدام حسین اقتدار پر قائم رہتے ہیں تو اس بہت بڑے اقتصادی پروگرام کو جو اس وقت ذہن میں ہے مختصر کرنا پڑے گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس کی کسی شق پر بھی عمل درآمد نہ کیا جائے۔

اور یہ بھی ضروری سمجھا جائے کہ کچھ فوجوں کو خلیج کے علاقے میں متعین رکھا جائے۔ اور اقتصادی پابندیوں کو بھی پوری طرح ختم نہ کیا جائے۔ اس صورت میں تو عرب اور اسرائیل کے درمیان اسلحہ کا توازن بھی ایک خاص اہم مسئلہ بن جائے گا۔ اسرائیل کو یہ خوف ہوگا کہ عرب میزائیلی اور کیمیاوی ہتھیاروں میں برتری قائم رکھیں گے اور عرب اسرائیل سے جوہری توانائی کے اسلحہ کی موجودگی سے خوف کھائیں گے۔ اگر صدر صدام کو بہت زیادہ کمزور بھی کر دیا جائے۔ تو وہ عرب ممالک ہیں اپنے وقار کو قائم رکھنے کے لئے عربوں کو واشنگٹن سے دور رکھے جانے کی کوشش کریں گے اور خلیج کا جو نیا نقشہ ابھارنے کا خیال ہے اس میں رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر اس جنگ کا فیصلہ یہ ہو کہ اتحادی مکمل طور پر جیت جائیں تو وہ ممالک جو اس وقت اتحاد میں شامل ہیں اور اس اتحاد کو اہمیت دیں گے اور آئندہ کے پروگراموں میں بھی اکٹھے رہنے کی کوشش کریں گے۔ اگر جنگ کھسکتی چلی جائے تو عربوں کے لئے یہ بات زیادہ مشکل ہو جائے گی کہ وہ اس کے خاتمے کے بعد کسی اعتماد کے ساتھ اپنے متعلق بات کر سکیں۔ اور اگر اس کا انجام اچھا نہ ہوا یعنی اتحادیوں کے نظریے کے مطابق تو سعودی عرب اور خلیج کی ریاستیں اتنی کمزور ہو جائیں گی کہ اس بات کا بھی امکان ہوگا کہ وہ بالکل ختم ہو جائیں بیکر کی تجاویز کے مطابق ان کی ان تجاویز کو زیادہ اہمیت حاصل ہے کہ عربوں اور اسرائیل کے درمیان امن قائم کرنے کے لئے فلسطین کا مسئلہ حل کیا جائے عالمی برادری بھی اس خیال کا اظہار کر رہی ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو کویت کے انخلاء کے علاوہ اسرائیل کے عرب علاقوں پر قبضے کو ختم کروایا جائے۔ لیکن اسرائیلی اس بات پر رضامند نہیں ہو رہے۔ کہ وہ فلسطینیوں کے ساتھ اس سلسلے میں کوئی بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ فلسطینیوں نے عراق کی حمایت کی ہے اور اسرائیل پر میزائیل گرائے جانے کی تعریف کی ہے۔ لیکن مصر اور شام بھی مشرق وسطیٰ کے متعلق غور کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تنظیم آزادی فلسطین اور یورپین کمیونٹی کے ساتھ ایک کانفرنس کا انعقاد کیا جائے۔ اسرائیل نے آزادی سے عالمی کانفرنس کی تجویز کو مسترد کیا ہے۔ اور وہ بھی کچھ اپنے الگ ہی خیالات لے کر آگے آ رہا ہے کہ کس طرح عرب ریاستوں میں امن قائم کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کے بعد فلسطین کا مسئلہ جو انتہائی مشکل ہے کس طرح حل کیا جائے۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل ۲۷۹۲۲ لفٹیننٹ کمانڈر محمد اجمل ولد چوہدری محمد احمد صاحب قوم آرائیں پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹۱/۱/۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی۔ مکان نمبر ۹/۲۹ برقبہ ۱۰ مرلہ واقع فیکٹری ایریا ربوہ مالیتی ۴۰،۰۰۰/- روپے کا ۲/۵ حصہ [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ /-۸۰۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ لفٹیننٹ کمانڈر محمد اجمل کراچی۔ گواہ شد نمبر۱ چوہدری صغیر احمد چیمہ صدر موصیات کراچی۔ گواہ شد نمبر۲۔ قاضی غلام یحییٰ ماڈرن موٹرز کراچی۔

مسل **۲۷۹۲۳** میں ادیبہ اجمل زوجہ لفٹیننٹ کمانڈر محمد اجمل قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر ۳۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کلفٹن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱/۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر بذمہ خاوند /-۵۰۰۰ روپے۔ (۲) زیورات طلائی دو تولہ مالیتی /-۶۴۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے /-۵۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ ادیبہ اجمل F-F-2/16 ڈیوا اپارٹمنٹ کلفٹن کراچی۔ گواہ شد نمبر۱ چوہدری صغیر احمد چیمہ صدر موصیات کراچی۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد اجمل خاوند موصیہ۔

مسل **۲۷۹۲۴** میں مبارکہ نذیر زوجہ محمد نعیم صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲/۹۱ کینٹ بازار ڈرگ روڈ کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۱/۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی ۸۷٫۰۰ گرام مالیتی /-۳۰،۹۶۰ روپے (۲) حق مہر /-۱۲۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ /-۱۲۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ مبارکہ نذیر ۲/۹۱ کینٹ بازار ڈرگ روڈ کراچی۔ گواہ شد نمبر۱ محمد جمیل ڈار وصیت نمبر ۱۳۱۳۶۔ گواہ شد نمبر۲۔ اعجاز احمد وصیت نمبر ۱۵۳۹۳۔

مسل **۲۷۹۲۵** میں نصیر احمد ولد بشیر احمد صاحب پرویز قوم رندھاوا پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲۳/۴۲ ماڈل کالونی کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۱۰/۹۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ /-۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد

باقی صفحہ ۸ پر

حبوب مفید اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ــ /-۱۵ روپے
۶۰ گرام ــ /-۴۵ روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

صاحب اولاد
اپنے پھول سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کوئی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں

۔ چھوٹا قد کورس	/-۱۰۰	DWARFISHNESS COURSE
۔ بول بستری کورس	/-۳۵	BED URINE COURSE
۔ مٹی چھوڑ کورس	/-۲۰	MITTI CHHOURE COURSE
۔ بے بی گروتھ کورس	/-۳۰	BABY GROWTH COURSE
۔ سوکھا پن کورس	/-۳۰	MARASMAS COURSE
۔ بے بی ٹانک	/-۱۰	BABY TONIC
۔ آہستہ دانت نکالنا کیور	/-۲۰	SLOW DENTITION CURE
۔ بے ترتیب دانت کیور	/-۲۰	IRREGULAR TEETH CURE

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹوں کیلئے معقول کمیشن
تین صد روپے یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی
کیورٹیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون نمبر ۶۰۶/۱۷۷

Al-Furqan
Motors (PVT) LIMITED
AUTHORISED DEALERS OF NATIONAL MOTORS LTD
FOR GANUINE TOYOTA PARTS.
47, TIBET CENTRE, M.A. JINNAH ROAD
KARACHI. TELE : 724606-7-9

AL-FURQAN MOTORS (PVT) LTD.

TOYOTA - DAIHATSU
ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں۔
الفرقان موٹرز لمیٹڈ
۴۷۔ تبت سنٹر ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی ۳
فون ۷۲۴۶۰۶ - ۷۲۴۶۰۷
۷۲۴۶۰۹

۔ قدیمی ۔ اولین ۔ شہرہ آفاق
سنہ ۱۹۱۱ سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر ـــ گوجرانوالہ
فون ۷۳۹۹۷
برانچیں: ۔ کراچی: فون ۴۱۳۲۵۱
۔ لاہور: ۱-D-۳ گلشن راوی
ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
رحیم یار خان: فون ۴۷۹۹
ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون نمبر ۵۵۸

ھوالشافی
اولاد ـــ ایک فطری خواہش
بے اولاد مرد و زن کیلئے "خصوصی ہومیو جرمنی کورس"
خدا کے فضل سے مؤثر علاج
اس کے علاوہ پرانی اور پیچیدہ امراض کے لئے پاکستانی، جرمنی، برطانیہ اور فرانس کی سیل بند ادویات مناسب اور رعائتی نرخ پر حاصل کرنے
کیلئے
عزیز ہومیوپیتھک سٹور رحمان کالونی۔ یونیورسٹی روڈ ربوہ
فون: ۴۱۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفین نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

مستنصر احمد مبشر بھٹی ابن منظور احمد بھٹی
دارالعلوم شرقی۔ ربوہ

رانا شعیب احمد ابن رانا داؤد احمد
دارالعلوم وسطی۔ ربوہ

احمد علی ابن محمد اسحٰق
ڈرگ روڈ۔ کراچی

نائلہ بشریٰ بنت اعجاز احمد گھمن
کوٹ کرم بخش ضلع سیالکوٹ

صبحۃ النور مبارک ولد مبارک احمد پیر کوٹی
دارالرحمت غربی۔ ربوہ

لئیق احمد ناصر ابن مشتاق احمد ناصر
دارالشکر۔ ربوہ

عفیف احمد ابن منیر احمد
دارالعلوم شرقی۔ ربوہ

مسرور احمد ابن چوہدری محفوظ احمد عابد
دارالنصر غربی۔ ربوہ

جری احمد مدثر ابن منور احمد خالد
کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ

مستبشر احمد ابن بشیر احمد
رسیانوالہ ضلع سیالکوٹ

محمد فاتح ابن عبدالمومن راشد
پوسٹ بکس ۱۵۱ بھوٹان

قرۃ العین بنت تنویر احمد
دارالنصر شرقی۔ ربوہ

محمد احمد ابن بشارت احمد
پیپلز کالونی۔ گوجرانوالہ

مونس احمد ملک ابن ملک لطیف احمد سرور
لاہور روڈ۔ شیخوپورہ

رفیق اللہ بٹ ابن سمیع اللہ بٹ
سمن آباد۔ فیصل آباد

ملاحت بنت آفتاب احمد
پوسٹ آفس کالونی۔ اسلام آباد

مبشرہ بنت رانا نعیم احمد
قلعہ کالروالا ضلع سیالکوٹ

صائمہ مبشر قریشی بنت مبشر احمد قریشی
پارک پورہ۔ سیالکوٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درخواست دعا

میری چھوٹی بہن عزیزہ امۃ السمیع صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کا دل کا آپریشن ۲۶ فروری بروز منگل لندن میں ہوگا - آپریشن کے کامیاب ہونے اور مکمل صحت یابی کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا کرتی ہوں۔

مریم صدیقہ - صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان

خبریں

ملکی خبریں

○ سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کے وکیل مسٹر اعتزاز احسن نے کہا ہے کہ لاہور میں محترمہ بے نظیر کے خلاف دائر شدہ دو صدارتی ریفرنسوں کی سماعت کراچی میں کی جائے - عدالت نے اس درخواست کا جواب دینے کی ہدایت ریٹرننگ اتھارٹی کو کردی ہے مزید سماعت ۲ مارچ کو ہوگی -

○ وزیر اعظم نے سندھ میں ہاریوں کو ۲۵ ایکڑ اراضی تقسیم کی - ہاریوں کو ملکیت کے کاغذات دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی اعلان کیا گیا ہے کہ ہر ہاری کو ۲۵ ہزار روپے زرعی سامان خریدنے کے لئے بھی دیا جائے گا -

○ پاکستان نے کویت سے انخلاء کے عراقی اعلان کا خیر مقدم کیا ہے -

○ پاکستان میں امریکہ کے سفیر مسٹر اوکلے کو تبدیل کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے خیال ہے امریکی سفیر مسٹر پلاٹ موسم گرما میں ان کی جگہ لیں گے -

○ پاکستان کی بری افواج کے چیف آف سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے سعودی عرب میں امریکی کمان کے سربراہ جنرل نارمن سے ملاقات کی -

○ سندھ اسمبلی میں پیپلز پارٹی کے چھ ایم پی اے گرفتاری کے خوف سے بلوچستان پہنچ گئے ہیں وہ بلوچستان اسمبلی کے رکن میر قادر علی مگسی کے مہمان ہیں -

○ کراچی میں دو طلبہ تنظیموں کے درمیان فائرنگ کے نتیجے میں دو طلباء ہلاک ہو گئے - اسلامی جمعیت طلبہ کے اراکین نے الزام لگایا ہے کہ ان کے ساتھی ایم کیو ایم کے حامیوں کی فائرنگ سے ہلاک ہوئے ہیں -

○ لاہور اسلام آباد راولپنڈی اور پشاور میں بارش کے دوران پھر زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے -

غیر ملکی خبریں

○ اقوام متحدہ کے سفارتی ذرائع نے بتایا ہے کہ عراق نے جنگ بندی کے لئے امریکہ کی تمام شرائط تسلیم کر لی ہیں - روس کے نمائندہ برائے اقوام متحدہ نے یہ اعلان کرتے ہوئے کوئی تفصیل نہیں بتائی -

○ عراق کے وزیر خارجہ مسٹر طارق عزیز نے روس سے وطن واپس روانگی سے قبل بتایا کہ عراق نے روس کا نظر ثانی شدہ امن منصوبہ تسلیم کر لیا ہے - اس نظر ثانی شدہ منصوبے کو امریکہ پہلے ہی رد کر چکا ہے -

○ کویت کی سرحد پر زمینی جنگ کا آغاز ہو گیا ہے - فریقین کئی دن سے اس کے لئے تیاریاں کر رہے تھے -

○ عراق نے اسرائیل پر ایک سکڈ میزائیل سے حملہ کیا - جنگ شروع ہونے کے بعد یہ اسرائیل پر عراق کا سکڈ میزائیلوں سے سوہواں حملہ ہے - ان حملوں میں اسرائیل پر ۳۵ سکڈ میزائیل پھینکے گئے ہیں -

بقیہ: صلے ۶ سے آگے

یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا - اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی - میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے - العبد - نصیر احمد ولد بشیر احمد پیر ویز ۲۳/۶۳ ماڈل کالونی کراچی نمبر ۲۷ - گواہ شد نمبر ۱ بشیر احمد ولد مولوی محمد صاحب مسعود آباد کالونی کراچی - گواہ شد نمبر ۲ - مظفر احمد ابن شیخ مبارک احمد صاحب مسعود آباد کالونی کراچی

روائتی زیورات جدید فیشن کیساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دکان : ۶۴۹
رہائش : ۸۴۱

پاکستان کے مانچسٹر فیصل آباد میں جائیداد کی خرید و فروخت میں منفرد اور با اعتماد نام
NASA
ہمارا تعاون یقیناً آپ کے مسائل کو حل کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔
ناسا اسٹیٹ ڈیولپرز اینڈ بلڈرز فیصل آباد
فون: آفس: ۴۴۲۸۶ ، ۴۷۰۹۲
رہائش: ۴۳۱۱۵
طالب دعا: سہیل مشتاق

زرینہ اولاد سے محروم حضرات اور اٹھراء کی شکار دکھی عورتوں کے لئے امید کی کرن
اٹھراء کی گولیاں
عورتوں اور بچوں کے علاج کیلئے ہم سے رجوع کریں
گولڈن پلز طاقت کا سرچشمہ
اعضائے رئیسہ کیلئے بے حد مفید اور مقوی
زیر نگرانی: مرض اٹھراء کے مشہور معالج حکیم عطاء الرحمٰن علوی اینڈ سنز ولد حکیم نظام جان
دواخانہ محافظ صحت گول چوک اوکاڑہ

○ - نرینہ اولاد سے محروم ○ - بے اولاد ○ - اٹھراء ○ - سوکھاء - گرمی ○ - گیس کا علاج کروا لے
سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
چوک گھنٹہ گھر - گوجرانوالہ
پوسٹ بکس ۱۹۰
فون ۷۴۸۴۴ ۷۶۴۹۷ - ۴۳۱
زیر نگرانی: حکیم عبد الحمید اعوان ابن حکیم نظام جان
برانچیں: ربوہ: اقصیٰ چوک نزد ڈیٹر بکس ، ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ،
لاہور: جوہر ٹاؤن فیز I بالمقابل مسجد چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ ، چوک قلعہ کالووالہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ ، کراچی: محمود آباد ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ
خواتین کے لئے انتظام کیساتھ

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان
الحمد جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ

SUZUKI
A80 - A100X
منیر آٹوز حسین آگاہی روڈ ملتان
ایک لٹر میں ۷۵ کلومیٹر نیا ماڈل A-80 چلائیں ایجنسی سوزوکی موٹر سائیکل
فون: ۷۲۹۶۰ - ۳۲۹۷۱
فیکس: ۰۶۱-۳۱۶۳۷